باسمه تعالی

فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

شماره ثبت:	۳۸۸۱۷
رده‌بندی دیویی:	ن‌ت/ گ ۵۵۴ س ۱۹۶۹ ۸۳۱ / ۸ فا ۸
سرشناسه:	سعدی، مصلح بن عبدالله، - ۶۹۱؟ ق.
عنوان قراردادی:	گلستان. برگزیده. اردو
عنوان:	اردو گلستان
کاتب:	تاریخ کتابت:
محل نشر:	لکهنو ناشر: لوپر کاشن تاریخ نشر: ۱۹۶۹م.
صفحه شمار:	٦٤ ص. مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐
زبان:	اردو ابعاد: ۱۳×۱۹ نوع خط: نستعلیق
روش تهیه:	وقفی☐ اهدایی☑ خریداری☐ ارسالی☐
توضیحات:	مقام معظم رهبری تاریخ ثبت: اسفند ۱۳۷۶
یادداشتها:	
موضوع(ها):	۱. نثر فارسی - قرن ۷ق. - ترجمه شده به اردو. ۲. نثر اردو - ترجمه شده از فارسی.
شناسه(های) افزوده:	الف. نورانی، امیرحسن، مترجم.
فهرستنگار:	تاریخ فهرستنگاری: مرداد ۸۹

٦٨٢

آستان قدس

کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی

اسم کتاب ترجمه گلستان اردو

مصنف
مؤلف سعدی ترجمه احمد حسین نورانی

خطی
چاپی ناشر دانشگاه دهلی لکنهو

سال چاپ یا تحریر ۱۹۶۹ عدد اوراق

جزء کتب ادبیات شماره خصوصی

شماره عمومی شماره قبض

واقف مقام معظم رهبری تاریخ وقف اسفند ۱۳۷۶

طول عرض شماره صفحات ۶۴

شمارہ ۲ اردو

CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
FOREIGN BOOKS
NUMBER ۱۰۸۱ DATE ۷۹

بچوں کے لئے مفید عام تعلیمی سلسلہ

اُردو گلستان

شیخ سعدی شیرازیؒ کی مشہور عالم کتاب
گلستان کا عام فہم اردو ترجمہ

باب اوّل

از

امیر حسن نورانی
دہلی یونیورسٹی

نو پرکاشن ۔ حضرت گنج ۔ لکھنؤ

اهدائی تمام معظم رهبری
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی

اُردو گلستاں باب اوّل

مترجم : .. .. .. امیر حسن نورانی

تعداد اشاعت : .. .. .. تین ہزار

سن اشاعت : .. .. .. ماہ جون ۱۹۶۹ء

قیمت : .. .. .. ایک روپیہ

ناشر

نو پرکاشن ۔ حضرت گنج ۔ لکھنؤ

انتساب

انصار الحسن، فضل الحسن، تنویر صالحہ اور زنیرہ نورانی کے نام جو مجھے بہت عزیز ہیں اور جن کی اخلاقی تربیت کے لئے شیخ سعدی کی کہانیاں پہلے زبانی سنائیں اور اب عام افادے کے لئے ضبطِ تحریر میں لایا۔

امیر حسن نورانی

جون ۱۹۶۹ء

دہلی یونیورسٹی

اشارات

پیشِ نظر کتاب شیخ سعدیؒ شیرازی کی مشہور اور مقبول کتاب "گلستاں" کا اردو ترجمہ ہے اس کتاب کا شمار دنیا کی ان چند بلند پایہ کتابوں میں ہوتا ہے جو اخلاقی قدروں کا سرچشمہ قرار پائی ہیں۔

دُنیا کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں "گلستاں" کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ یورپ کے علماء نے اصل کتاب کو انگریزی فرانسیسی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ شایع کیا ہے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے ہیں۔ فارسی اور اردو میں بھی اس کی متعدد شرحیں موجود ہیں، اردو میں بہت سے ترجمے شایع ہو چکے ہیں، میں نے یہ ترجمہ ایک خاص نقطۂ نظر سے کیا ہے۔ یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ اصل حکایات کا آزاد ترجمہ ہے جو بظاہر ترجمہ نہیں معلوم ہوتا کوشش کی گئی ہے کہ تمام مطالب اختصار اور جامعیت کے ساتھ ادا کیے جائیں مشکل اور پیچیدہ باتوں کا صرف مفہوم بیان کر دیا ہے ورنہ مطلب گنجلک ہو جاتا میرا مقصد یہ ہے کہ عام اُردو داں عموماً اور لڑکے لڑکیاں خصوصاً اس سے استفادہ کریں یوں تو ہمارے ملک کا پڑھا لکھا ہر بچّہ سعدی کے نام سے عموماً واقف نظر آتا ہے لیکن ان کی عظمت کے اسباب سے بے خبر رہتا ہے یہ ترجمہ سعدی سے متعارف

کرانے میں مددگار ثابت ہوگا۔

اسی طرح ہندی داں اہلِ علم سنتے ہیں کہ سعدی ایران کے ایک بڑے شاعر، بزرگ اور عالم تھے مگر ان کی وہ کون خصوصیات ہیں اور کیا کارنامے ہیں جن پر اُن کی شہرت کا مدار ہے اسے نہیں جانتے کیونکہ فارسی سے نابلد ہیں، میں نے اس کتاب کا ترجمہ ہندی میں بھی شائع کیا ہے۔ تاکہ ہندی داں علمی ترقی کے اس دور میں سعدی سے بھی واقف ہوں اور "گلستاں" کی گل چینی سے محروم نہ رہیں۔

باب اوّل سے چار تک تین حصّوں پر مشتمل ہیں اور بقیہ ابواب ایک حصے میں۔ باب پنجم کو ترک کر دیا ہے۔

امیر حسن نورانی

جون ۱۹۶۹ء

دہلی یونی ورسٹی

شیخ سعدی شیرازی

نام شرف الدین لقب مُصلح اور تخلص سعدی تھا۔ باپ کا نام عبداللہ تھا۔ ملک ایران کے مشہور شہر شیراز میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی، بڑے ہوئے تو بغداد کی مشہور اسلامی "یونیورسٹی نظامیہ" میں داخل ہوئے اور وہاں بہت سے علوم کی تعلیم پائی، اس کے بعد دنیا کے دوسرے ملکوں کی سیاحت پر کمر باندھی اور مصر، حبش، شام اور بہت سے دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے، بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ہندوستان بھی آئے، آخر عمر اپنے وطن میں گزاری اور سنہ ٦٩١ھ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ سعدی فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب و شاعر تھے۔ ان کا شمار دنیا کے چند بڑے عالموں میں کیا جاتا ہے، ان کی دو کتابیں گلستاں اور بوستاں کو دنیا بھر میں شہرت حاصل ہے اور بہت سی زبانوں میں ان کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ گلستاں نثر ہے اور بوستاں نظم۔ دونوں میں شیخ نے کہانیوں کے ذریعہ اخلاقی تعلیم بڑے دلنشین انداز میں دی ہے، ان کی دلچسپ کہانیاں بڑی سبق آموز ہیں۔ جن کا اردو ترجمہ اس کتاب میں بہت آسان زبان میں پیش کیا جا رہا ہے۔

بادشاہ اور قیدی

ایک بادشاہ نے ایک قیدی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ قیدی بیچارہ زندگی سے نا اُمید ہو گیا تو اس نے بادشاہ کو گالیاں دینا شروع کر دیا، کسی نے سچ کہا ہے کہ :-

"جو اپنی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ جو جی میں آتا ہے
کہہ گزرتا ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا یہ قیدی کیا بکتا ہے، ایک نیک وزیر نے جواب دیا کہ اے بادشاہ سلامت قیدی کہتا ہے :-

"وہ لوگ بہت اچھے ہیں جو غصّہ کو پی جاتے ہیں، اور
لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔"

یہ سُن کر بادشاہ کو رحم آ گیا اور اس نے قیدی کی خطا معاف کر دی اور اس کو چھوڑ دیا۔ ٥

دوسرا وزیر جو پہلے نیک دل وزیر کا دشمن تھا سب باتیں سُن کر بولا۔

اے بادشاہ سلامت! کسی وزیر کو بادشاہ کے سامنے جھوٹ

نہ بولنا چاہیئے' اس قیدی نے آپ کو گالیاں دیں اور بُرا بھلا کہا، اور وزیر نے آپ سے کہہ دیا کہ قیدی آپ کی تعریف کرتا ہے۔

بادشاہ یہ سُن کر بہت خفا ہوا اور دوسرے وزیر سے کہا کہ مجھے پہلے وزیر کی جھوٹی بات پسند آئی مگر تیری سچی بات مجھے ناگوار گذری۔

پہلے وزیر نے جو بات بنا دی تھی وہ اس موقع پر مناسب تھی اور تم نے جو سچی بات کہی وہ بے موقع تھی اور بُری نیت سے کہی تھی۔ تم کو معلوم ہے کہ بڑے بڑے عقلمندوں نے کہا ہے کہ

"ایسی سچی بات جس کے کہنے سے جھگڑا فساد پیدا ہو اچھی نہیں ہوتی لیکن ایسی جھوٹی بات جس کی بدولت فساد اور بُرائی کی باتیں ختم ہو جائیں اچھی ہے' ایسے آدمی کو ہمیشہ اچھی اور مناسب بات کہنا چاہیئے جس کا کہنا بادشاہ مانتا ہو یا اور بڑے اور اثر والے لوگ مانتے ہوں۔"

ایران کے مشہور بادشاہ فریدوں کے محل کے دروازہ پر شعر لکھے ہوئے تھے۔

"ترجمہ اشعار"

ا۔ اے بھائی یہ دنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی۔

۲۔ دُنیا کی دولت اور جائداد پر تم ہرگز بھروسہ نہ کرو۔ اس دُنیا نے تم جیسے بہت سے لوگوں کو پالا پوسا بڑا کیا اور مار ڈالا۔

۳۔ جب انسان کی عمر ختم ہونے کا وقت آتا ہے اور جان جسم سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو پھر چاہے بادشاہی تخت پر دم نکلے چاہے خالی زمین پر یعنی آدمی کو مرنا ضروری ہے چاہے تخت پر مرے چاہے زمین پر۔ آخر میں سب کو مٹی ہی میں مل جانا ہے۔

بدشکل شاہزادے کی سمجھ داری

ایک شاہزادہ بدصورت تھا اور اس کا قد بھی چھوٹا تھا۔ اس کے دوسرے بھائی نہایت خوبصورت اور اچھے ڈیل ڈول کے تھے ایک دفعہ بادشاہ نے بدصورت شاہزادہ کی طرف خراب اور ذلّت کی نظر سے دیکھا' شاہزادہ نے باپ کی نگاہ کو تاڑ لیا اور بڑے ادب سے کہنے لگا۔

"ابّا جان! سمجھ دار ٹھنگنا لمبے بیوقوف سے اچھا ہے۔"

جو چیز دیکھنے میں چھوٹی معلوم ہوتی ہے وہ قیمت میں زیادہ ہوتی ہے، دیکھیے ہاتھی کتنا بڑا ہوتا ہے۔ مگر وہ حرام سمجھا جاتا ہے نہ اس کا گوشت حلال ہوتا ہے نہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور بکری، ہاتھی کے مقابلہ میں کتنی چھوٹی ہے مگر اس کا دودھ بھی پیا جاتا ہے اور گوشت بھی حلال سب اس کو محبت اور پیار سے پالتے ہیں۔

اے ابّا جان! آپ نے سُنا ہے کہ ایک دُبلے پتلے عقلمند نے ایک بار ایک موٹے بیوقوف سے کہا کہ:۔

"اگر عربی گھوڑا کمزور ہو جائے تب بھی وہ گدھوں
کے پورے اصطبل سے اچھا اور طاقتور ہوتا ہے۔"

بادشاہ اپنے شاہزادے کی یہ باتیں سُن کر مسکرایا اور بہت خوش ہوا، تمام امیر اور وزیر بھی خوش ہوئے، مگر شاہزادے کے دوسرے بھائی اس سے جل گئے اور بہت رنجیدہ ہوئے۔

"جب تک آدمی اپنی زبان سے کوئی بات نہیں کرتا ہے
اس کی اچھائیاں اور برائیاں چھپی رہتی ہیں ہر جنگل
کو دیکھ کر۔ نہ سمجھ لو کہ یہ خالی ہوگا، تمھیں کیا خبر کہ
کہیں اس میں شیر سو رہا ہو۔"

دیکھو تو شاہزادے کی صورت شکل دیکھ کر کوئی اس کو منھ نہیں لگاتا تھا مگر جب اس نے زبان کھولی اور باتیں کرنے لگا تب اس کی سمجھداری سب کو معلوم ہوئی اور سب اس کی تعریف کرنے لگے۔

کچھ زمانہ گذرنے کے بعد پڑوس کے ایک بادشاہ نے شہزادے کے ملک پر حملہ کر دیا شاہزادے کا باپ فوج لے کر مقابلے کے لئے نکلا، جب دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سب سے پہلے یہی بدصورت شہزادہ میدان میں نکلا اور للکار کر کہا:۔

"میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ جنگ کے دن پیٹھ دکھاؤں
میں ایسا بہادر ہوں کہ تم سب میرا سر خاک اور
خون میں دیکھوگے۔ میں مقابلہ کرتے کرتے جان
دے دوں گا مگر ہمّت نہ ہاروں گا، جو لوگ
خواہ مخواہ لڑائی پر آمادہ ہوتے ہیں وہ اپنے خون سے
کھیلتے ہیں اور مفت میں جان گنواتے ہیں اور جو
لڑائی کے میدان سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں وہ پوری
فوج کے خون کو کھیل سمجھتے ہیں۔"

یہ الفاظ کہہ کر شہزادے نے دشمن کی فوج پر سخت حملہ کیا اور بڑے

بڑے بہادروں کو قتل کر دیا جب باپ کے سامنے آیا تو ادب سے سلام کیا آداب بجالایا اور کہنے لگا :-

"اے اباجان! آپ کو میرا جسم دُبلا اور کمزور معلوم ہوا اور آپ نے میرے ہنر کی سختی پر نظر نہیں کی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پتلی کمر والا کمزور گھوڑا لڑائی کے میدان میں کام آتا ہے وہاں آرام اور چین میں پلا ہوا موٹا تازہ بیل کام نہیں دے سکتا۔"

کہتے ہیں دشمن کی فوج بہت زیادہ تھی اور شہزادہ کی طرف بہت تھوڑے سپاہی تھے مگر بہادر شاہزادے نے سپاہیوں کی ہمت بڑھائی تو سب نے جوش وخروش سے دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا دشمن کو مار بھگایا، کامیابی کا سہرا بدشکل شہزادے کے سر بندھا۔

بادشاہ نے شہزادہ کو پیار کیا اور روز بروز اس سے زیادہ محبت کرنے لگے۔ دوسرے شہزادوں کو جلن پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے ایک دن بدشکل شہزادے کے کھانے میں زہر ملا دیا، جیسے ہی وہ پہلا لقمہ کھانے لگا اس کی بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور اس کو خبردار کرنے کے لئے کھڑکی کو زور سے بند کیا۔ شہزادہ اس کی آواز سے چونک پڑا اور سمجھ گیا کہ کچھ دال میں کالا ہے۔

کھانا چھوڑ دیا اور کہنے لگا :-

"یہ نہیں ہو سکتا کہ بے ہنر لوگ تو زندہ رہیں اور ہنرمند مر جائیں۔"

بادشاہ نے سُنا تو سب شہزادوں کو سزا دی اور ملک کا ایک ایک حصّہ سب کو بانٹ دیا تاکہ آپس میں جھگڑا فساد نہ ہو۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ دس فقیر ایک کمبل اوڑھ کر آرام سے لیٹ سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں رہ سکتے اگر رہیں گے تو روز جھگڑا کریں گے۔

ایک اللہ کا بندہ آدھی روٹی کھا لیتا ہے اور آدھی دوسرے بھوکے کو دے دیتا ہے اور اس میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ مگر بادشاہ کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر دنیا کے بڑے حصّے پر قبضہ کرلے تو بھی اس کو ہر وقت باقی دنیا پر قبضہ کرنے کی فکر سوار رہتی ہے۔

صُحبت کا اثر

کسی پہاڑ کی چوٹی پر لٹیروں کا ایک گروہ رہتا تھا اور اس کے نیچے راستہ تھا، جب کوئی آدمی یا قافلہ ادھر سے گذرتا تو لٹیرے

پہاڑ سے اُتر کر اس کو لوٹ لیتے تھے۔ لوگوں نے ڈر سے اس طرف سفر کرنا چھوڑ دیا، پولیس اور فوج بھی لٹیروں کا پتہ نہ لگا سکی، کیونکہ جہاں وہ رہتے تھے بڑی محفوظ جگہ تھی وہاں پہنچنا آسان نہ تھا بہت مدت تک یہ حالت رہی۔

بادشاہ کے حکم سے ایک جاسوس کو ان لٹیروں کا پتہ لگانے کے لئے مقرر کیا گیا اس نے وہ ٹھکانا دیکھ لیا جہاں وہ رہتے تھے اور ایک دن فوج کا ایک دستہ پہاڑ پر پہونچا اور گھاٹی میں چھپ رہا، لٹیرے کہیں ڈاکہ ڈالنے گئے ہوئے تھے، شام کو جب تھکے ماندے واپس آئے اور لوٹا ہوا سامان رکھ کر اپنے کپڑے اور ہتھیار اُتارے اور سب بے خبر سو گئے۔ جب ایک پہر رات گذر ہی تو فوج کے چھپے ہوئے سپاہی نکلے اور اچانک اُن سب کے ہاتھ مونڈھوں پر باندھ دیے اور سب کو گرفتار کر لیا۔

صبح کو لٹیروں کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس نے سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، اتفاق سے اُن میں ایک نوجوان لڑکا تھا۔ ابھی اس کی مسیں بھیگ رہی تھیں۔

بادشاہ کے وزیر کو اُس لڑکے پر بہت ترس آیا اور اس نے بادشاہ سے سفارش کی اور کہا کہ:-

اس لڑکے نے ابھی زندگی کا لطف بھی نہیں اُٹھایا ہے کم عمر ہے، میں بادشاہ سلامت کے انصاف سے اُمید کرتا ہوں کہ اس کو معاف کر دیا جائے، یہ مجھ پر بڑا احسان ہو گا۔

بادشاہ کو وزیر کی سفارش بُری لگی اور اس کی بات پسند نہیں آئی۔ جواب دیا کہ

جس کی ذات بُری ہے وہ نیک لوگوں کے ساتھ رہ کر نیک نہیں بن سکتا۔

نا اہل کو پڑھانا لکھانا اور اس کی پرورش کرنا اسی طرح بیکار ہے جس طرح کسی بڑے گنبد پر اخروٹ کو لڑھکایا جائے۔ تو نہ وہ اس پر ٹھہرے گا نہ کوئی اثر کرے گا۔

آگ بجھا کر ایک چنگاری چھوڑ دینا خطرناک ہوتا ہے۔

سانپ کو مار کر اس بچہ کو پالنا عقلمندی کے خلاف ہے۔

تھوڑی دیر ٹھہر کر بادشاہ نے پھر کہا۔

اگر بادل کے اندر سے آبِ حیات برسے تب بھی بید کی ٹہنی میں پھل نہیں نکل سکتے۔

کسی کمینے کے ساتھ اپنی زندگی کا وقت خراب نہ کرو، کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا جیسے بوڑئے کی نرکل سے شکر نہیں بنتی چاہے سال بھر اُگا کرے۔

بن سکتی ہے۔

وزیر نے بادشاہ کا جواب سُنا اور چار و ناچار پسند کیا اور نہایت ادب سے عرض کیا۔

حضور نے جو کچھ فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ اگر یہ لڑکا ان لٹیروں کی صحبت میں تربیت حاصل کرتا تو انھیں کی طرح ایک لٹیرا ہوتا، لیکن مجھے اُمید ہے کہ جب نیک لوگوں کی صحبت میں رہے گا تو اس کی عادتیں ٹھیک ہو جائیں گی، اور عقلمندوں جیسی باتیں کرے گا ابھی کم عمر ہے، لٹیروں کی خصلتیں اس نے نہیں سیکھی ہیں۔ جیسی صحبت میں رہے گا ویسا ہی اثر ہوگا، آپ نے سُنا ہوگا کہ

حضرت نوحؑ بڑے پیغمبر تھے ان کا لڑکا بُرے لوگوں میں بیٹھا تو اس کا تعلق ایک نبی کے خاندان سے ٹوٹ گیا، یہ بُری صحبت کا نتیجہ تھا۔

اصحاب کہف کا کتّا چند روز نیک لوگوں کے ساتھ ساتھ رہا تو آدمی ہو گیا، حالانکہ کتّا ناپاک اور بُرا ہوتا ہے مگر اچھی صحبت میں اچھا بن گیا۔

وزیر کی باتیں سُن کر بادشاہ نے اس لڑکے کو چھوڑ دیا اور

وزیر سے کہا تم اس کو اپنے پاس رکھو اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرو۔ تمہارے کہنے سے میں اس کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ میں معاف کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔

کیا تم نے نہیں سُنا کہ مشہور ایرانی پہلوان رستم سے اس کے باپ زال نے کیا کہا تھا، اس نے کہا تھا کہ اپنے دشمن کو کبھی کمزور اور ذلیل نہ سمجھو۔

اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ چھوٹے سے چشمہ میں جب پانی زیادہ ہو جاتا ہے تو اونٹ کو مع اس کے بوجھ کے بہا لے جاتا ہے، اب سُنئے اس وزیر نے لڑکے کی تعلیم کا اچھا انتظام کر دیا، کئی ایک استاد پڑھانے اور ادب سکھانے کے لئے مقرر کر دیئے اس کی عادتیں اچھی ہو گئیں۔ اچھی خصلتیں سیکھ گیا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے۔

ایک روز بادشاہ کے سامنے وزیر نے اس لڑکے کا حال سُنایا اور تعریف کی کہ اب اچھی صحبت کا اس پر پورا اثر ہو گیا ہے جہالت کی باتیں بھول گیا۔

بادشاہ وزیر کی بات سُن کر مسکرایا اور کہا۔

"سچی بات یہ ہے کہ بھیڑیے کا بچہ آخر کار بھیڑیا ہی ہوتا ہے چاہے وہ آدمی کے ساتھ رہتے رہتے بوڑھا ہی

~~۲۷۹۸۴ م~~ ۱۰۸۱
اردو

کیوں نہ ہو جائے"

دو سال گذر گئے۔ محلہ کے چند بدمعاش لڑکوں سے اس لڑکے کی دوستی ہو گئی اور اس نے ایک دن دوسرے لڑکوں کی مدد سے اپنے پالنے پرورش کرنے والے وزیر کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا، اور سارا مال و اسباب اٹھا کر اسی پہاڑ پر چلا گیا جہاں اس کا ڈاکو باپ رہا کرتا تھا اور اس نے بھی لوٹ مار شروع کر دی۔

جب یہ خبر بادشاہ نے سنی تو حیرت سے دانتوں میں انگلیاں دبا لیں اور کہا۔

خراب لوہے سے کوئی اچھی تلوار نہیں بنا سکتا۔

نالائق پڑھانے لکھانے سے لائق نہیں ہو سکتا۔

بارش کے پانی میں جو خوبی ہے سب جانتے ہیں اس کے برسنے سے اچھی زمین میں پھول پھل نکلتے ہیں اور خراب زمین میں بارش کے پانی سے گھاس پھوس اگتی ہے۔

بنجر زمین سے اناج اور پھول نہیں پیدا ہوتے اس لئے اچھا بیج اس میں ڈال کر خراب نہ کرو۔

بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا نیک لوگوں کے ساتھ برائی کرنا۔

ظلم کا نتیجہ

کسی زمانہ میں ایران کے ملک میں ایک بادشاہ راج کرتا تھا اس نے اپنی رعایا پر بہت ظلم کیا، لوگوں کا سامان اور روپیہ چھین لیتا تھا، طرح طرح کی سزائیں دیتا تھا، اس کے ظلم اور ستم سے تنگ آ کر لوگوں نے دوسرے ملکوں کی طرف بھاگنا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ ملک کی آبادی کم ہو گئی۔ آبادی کم ہونے سے بادشاہ کی آمدنی بھی گھٹ گئی، خزانہ خالی ہو گیا۔

جب ملک ویران ہو گیا تو پاس پڑوس کے دوسرے بادشاہوں نے حملہ کیا اور بہت سا علاقہ اپنے اپنے علاقوں میں ملا لیا سچ کہا گیا ہے کہ:-

جو شخص چاہتا ہے کہ جب اس پر مصیبت پڑے تو کوئی اس کی فریاد سنے۔ اس کو چاہیئے کہ آرام و اطمینان کے زمانہ میں دریادلی اور مہربانی سے کام لے۔

"گر اپنے فرماں بردار غلام کی دل جوئی نہ کروگے
تو وہ تمھیں چھوڑ کر چلا جائے گا تم کو ایسی مہربانی اور
نرمی کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ غیر لوگ بھی تمہارے
غلام بن جائیں۔"

ایک دن اس بادشاہ کے دربار میں ایران کے مشہور شاعر فردوسی کی کتاب "شاہنامہ" پڑھی جا رہی تھی جس میں ایران کے بادشاہوں کا حال لکھا ہے۔ جب مشہور ظالم بادشاہ ضحاک اور انصاف پرور بادشاہ فریدوں کا ذکر آیا تو ایک وزیر نے بادشاہ سے پوچھا۔ جہاں پناہ آپ کو معلوم بھی ہے کہ فریدوں کس طرح بادشاہ بن گیا تھا، جب اس کے پاس نہ مال اور نہ دولت تھی نہ فوج؟

بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے بہت سے لوگ فریدوں کے طرفدار ہو گئے تھے اور سب نے مل کر اس کی مدد کی اسی لئے وہ بادشاہ بن گیا۔

وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! جب لوگوں کا جمع ہو کر طرفداری کرنا بادشاہ بن جانے کا سبب ہوتا ہے تو آپ لوگوں کو کیوں پریشان کرتے ہیں جو بھاگ کر دوسرے ملکوں میں جا رہے ہیں، کیا آپ بادشاہی کرنا نہیں چاہتے۔

اچھی بات تو یہ ہے کہ فوج کو آپ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھیں، کیوں کہ بادشاہ فوج ہی کے بل بوتے پر بادشاہت کرتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ "فوج کس طرح جمع ہوتی ہے، اس کا کیا طریقہ ہے؟"

وزیر نے جواب دیا۔ "بادشاہ کو مہربانی اور بخشش کرنا چاہیئے تاکہ لوگ اس کے پاس جمع ہوں اور اس کے ساتھ رحم اور نرمی بھی کرنا چاہیئے تاکہ ان کی جان و مال محفوظ رہے، اور آپ کے یہاں، دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں ہے۔

جس کا پیشہ ظلم ہو وہ بادشاہی کیا کرے گا۔
کہیں بھیڑیا کبھی چرواہا بن سکتا ہے۔

جس بادشاہ نے ظلم کی بنیاد ڈالی، اس نے اپنے ملک کی دیوار کی نیو خود کھود ڈالی۔

بادشاہ کو وزیر کی سچی باتیں پسند نہیں آئیں اور اس سے ناخوش ہو کر بیچارے کو قید خانہ میں بند کرا دیا۔

زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اس بادشاہ کے چچا زاد بھائیوں نے اس سے جھگڑا کیا اور سب نے مل کر فوج جمع کی، جو

لوگ بادشاہ کے ظلم سے پریشان ہو گئے تھے وہ سب اس کے چچا زاد بھائیوں کی فوج میں مل گئے۔ اور سب نے مل کر حملہ کیا بادشاہ کی حکومت چھین لی۔ سچ ہے۔

جو بادشاہ رعایا پر ظلم کرتا ہے، اس کے دوست بھی مصیبت کے دن زبردست دشمن بن جاتے ہیں۔

رعایا کے ساتھ صلح اور نرمی کرو اور پھر دشمن سے بے خوف ہو جاؤ، کیونکہ انصاف کرنے والے بادشاہ کی رعایا ہی وقت پر اس کا لشکر بن جاتی ہے۔

بادشاہ اور غلام

ایک بادشاہ ایک بار نئے جاہل نوکر کے ساتھ کشتی میں بیٹھا تھا، نوکر نے اس سے پہلے کبھی دریا نہ دیکھا تھا اور کشتی پر بیٹھنے کی تکلیف اور ڈر سے ناواقف تھا اس نے رونا پیٹنا شروع کیا اور خوف سے کانپنے لگا، بادشاہ سیر و تفریح کے لئے دریا کی سیر کو نکلا تھا، نوکر کے رونے چلانے سے اس کو تکلیف ہوئی اور تفریح کا لطف نہ ملا۔

اس کشتی میں ایک عقلمند آدمی بیٹھا تھا اس نے بادشاہ سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس نوکر کو ایک ترکیب سے چپ کرا دوں، بادشاہ نے کہا "آپ کی بڑی عنایت اور مہربانی ہوگی، عقلمند آدمی نے دوسرے نوکروں کو حکم دیا کہ اس نوکر کو دریا میں ڈال دو۔ نوکروں نے اس کو دریا میں ڈالا تو وہ غوطے کھانے لگا، پھر اس کے بال پکڑ کر کشتی کے آگے لائے اور پتوار میں لٹکا دیا، کچھ دیر اس حالت میں رکھا پھر اس کو اٹھا کر کشتی میں بٹھا دیا۔ اب وہ چپ چاپ ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ بادشاہ کو بہت تعجب ہوا اور اس نے عقلمند آدمی سے پوچھا کہ اس میں کیا سمجھ بوجھ کی بات تھی کہ غوطے کھانے اور تکلیف اٹھانے کے بعد یہ چپ ہو گیا۔

عقلمند آدمی نے جواب دیا "جہاں پناہ! اس نے کبھی ڈوبنے کی تکلیف دیکھی ہی نہیں تھی اور کشتی میں آرام و اطمینان سے بیٹھنے کی قدر اس کو معلوم ہی نہ تھی۔

اطمینان اور حفاظت کی قدر وہی جانتا ہے جو کبھی کسی مصیبت میں پھنس چکا ہوتا ہے۔

جس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اس کو جو کی روٹی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔

ایک کو جو چیز بُری معلوم ہوتی ہے دوسرے کو وہ اچھی لگتی ہے جو کسی دوست کے آنے کا انتظار کر رہا ہو اس کی طبیعت بے چین اور پریشان ہوتی ہے اور جس کا عزیز یا دوست اس کے پاس ہو اس کو انتظار کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔

مرتے وقت خوش خبری ملی بھی تو کیا؟

ایران کا ایک بادشاہ بہت بیمار ہو گیا۔ بڑھاپے کا زمانہ تھا زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ ایک دن اچانک ایک فوجی سوار خوش خبری لے کر آیا اور عرض کیا جہاں پناہ! آپ نے جس قلعہ کو فتح کرنے کا حکم دیا تھا اس کو ہم نے فتح کر لیا اور دشمنوں کو قید کر لیا ہے۔ اس علاقہ کی فوج اور رعایا سب آپ کی فرمانبردار ہو چکی ہے۔ یہ خوش خبری سن کر بادشاہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔

"یہ خوشخبری اب میرے لئے نہیں ہے بلکہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو میرے بعد اِس سلطنت کے وارث ہوں گے۔"

"افسوس میری ساری زندگی اس اُمید پر گذری کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں اس میں مجھے کامیابی ہو اب میری اُمید پوری بھی ہوئی تو بے کار ہے کیونکہ اب گذری ہوئی عمر تو واپس نہیں آ سکتی، پھر کامیابی اور ناکامیابی سب برابر ہیں۔

موت نے کوچ کا نقارہ بجا دیا اے میری دونوں آنکھوں سر کو رخصت کرو، اے ہاتھ کی ہتھیلی، کلائی اور بازو سب ایک دوسرے کو رخصت کرو میری زندگی کے دن ناسمجھی میں بیت گئے ہیں تے دنیا کی بُرائیوں سے بچنے کی کوشش نہیں کی تم برائیوں سے دور رہنے کی کوشش کرو۔

ناانصاف بادشاہ کی دُعا

ایک بار میں دمشق کی جمعہ مسجد میں حضرت یحییٰ پیغمبر کی قبر کے سرہانے خدا کی عبادت کے لئے رکا ہوا تھا، اتفاق سے عرب کے ایک ملک کا بادشاہ جو بے انصاف مشہور تھا وہاں

آیا اور اس نے خدا سے اپنے لئے دعا کی اور مراد مانگی، کیونکہ

"مالدار اور فقیر اللہ کے دروازے کی مٹی کے غلام ہیں جو دنیا میں زیادہ مالدار ہیں اللہ کے نزدیک وہی زیادہ محتاج ہیں"

پھر اس بادشاہ نے میری طرف دیکھا اور کہا۔

فقیروں کی دعا بڑی چیز ہے اور ان کا معاملہ سچا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیے کیوں کہ ان دنوں مجھے ایک سخت دشمن سے خوف ہے۔ میں نے جواب دیا۔

اپنی کمزور رعایا پر رحم کرو تاکہ تمھیں زبردست دشمن سے تکلیف نہ پہونچے۔

"نصیحت"

اپنے طاقت ور بازو اور پنجہ کی قوت سے کسی غریب کا ہاتھ توڑنا غلطی ہے۔

جو شخص گرے پڑے ہوئے مصیبت کے ماروں پر مہربانی نہیں کرتا ہے شاید اس کو اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ اگر وہ مصیبت میں پڑے گا تو کوئی اس کی مدد نہ کرے گا۔

جو شخص برائی کا بیج بو کر اچھائی کی امید رکھتا ہے اس نے غلط خیال قائم کیا اور اپنا دماغ بے کار خراب کیا۔

اپنے کان سے ٹھیٹھی نکال ڈالو اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اگر تم انصاف نہ کروگے تو خدا نے انصاف کے لئے ایک دن مقرر کیا ہے وہ انصاف کرے گا۔

تمام انسان ایک جسم ہیں اور دنیا بھر میں رہنے والے ایک ہی جسم کے عضو (ٹکڑے) ہیں۔

جس طرح بدن کے ایک حصہ میں درد ہوتا ہے تو تمام عضو بے چین ہو جاتے ہیں بالکل اسی طرح جب ایک شخص کو تکلیف پہونچتی ہے تو سب انسانوں کو اس سے بے چین ہونا چاہئے جو دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں کرتا وہ انسان کہنے کے لائق نہیں ہے۔

تم کو اگر دوسروں کی تکلیف کا غم نہیں ہے تو یقیناً تم انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو۔

فقیر کی دُعا ظالم کے لئے

شہر بغداد میں ایک دفعہ عبادت کرنے والا نیک دل فقیر آیا، مشہور تھا کہ وہ فقیر خدا سے جو دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے حجّاج ایک ظالم گورنر تھا وہ بھی بغداد میں موجود تھا جب اس کو خبر ملی تو وہ بھی فقیر کے پاس آیا اور کہا۔

"آپ میرے لئے اچھی دعا کریں۔"

فقیر نے دُعا کی کہ۔

"اے خدا اس کی جان لے لے۔"

حجّاج پریشان ہو کر بولا۔

"خدا کے لئے یہ نہ کہو یہ کیسی دُعا ہے۔"

فقیر نے کہا یہی دعا تیرے اور سب مسلمانوں کے لئے بہترین دُعا ہے فقیر نے یہ دعا اس لئے کی کہ حجّاج مر جائے گا تو دوسرے اس کے ظلم سے بچ جائیں گے اور خود اس کے گناہ بھی کم ہوں گے جو اس کے لئے اچھی بات ہے اور دوسروں کا بھی اس میں بھلا ہے۔

"نصیحت"

اے کمزوروں کو ستانے والے طاقتور شخص ظلم کا یہ بازار کب تک گرم رہے گا، بادشاہی تیرے کس کام آئے گی: تیرا مرنا ہی اچھا ہے اس لئے کہ تو لوگوں کو ستاتا ہے۔

ظالم کا سونا جاگنے سے اچھا ہے

ایک ظالم بادشاہ نے ایک نیک آدمی سے پوچھا کہ اللہ کی سب سے اچھی عبادت کون سی ہے؟

نیک آدمی نے جواب دیا، تمہارے لئے دوپہر کو سونا اچھی عبادت ہے تاکہ تھوڑی دیر لوگوں کو نہ ستاؤ۔

"نصیحت"

میں نے ایک ظالم کو دوپہر میں سویا ہوا دیکھا تو میری زبان سے نکلا کہ یہ فتنہ ہے اس کا سوتے رہنا ہی اچھا ہے۔

جس شخص کا سوتے رہنا جاگنے سے اچھا ہے، اس کا تو اس بری زندگی سے مر جانا ہی بہتر ہے

بادشاہ اور فقیر

کہا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک رات ناچ اور گانے میں اتنی دلچسپی لی کہ صبح ہو گئی، بادشاہ بہت مست ہو کر کہہ رہا تھا۔

"ہمارے لئے دنیا میں اس وقت سے اچھا کوئی
وقت نہیں ہے نہ اس وقت اچھے بُرے کی فکر ہے
نہ کسی کا کوئی غم ہے۔"

محل کے نیچے ایک غریب فقیر جاڑے میں ننگا لیٹا ہوا تھا اس نے بادشاہ کی باتیں سُنیں تو پکار کر کہا۔

"اے بادشاہ تیری شان و شوکت کی دنیا میں کوئی
برابری نہیں کر سکتا، میں نے مانا کہ تجھ کو کوئی غم نہیں ہے
تو کیا ہمارا غم بھی نہیں ہے؟"

بادشاہ نے فقیر کی بات سُنی اور اُس کو اچھی معلوم ہوئی، اس نے ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی نکالی اور اوپر سے آواز دے کر فقیر سے کہا اپنا دامن پھیلا اور یہ تھیلی لے۔

فقیر نے جواب دیا "میرے پاس کپڑے ہی نہیں ہیں ننگے

بدن ہوں دامن کہاں سے لاؤں۔"

بادشاہ کو اس کی غریبی پر رحم آیا اور اس پر بہت مہربانی کی اور ایک قیمتی لباس بھی اس کو دیا۔

فقیر اشرفیاں اور کپڑے لے کر چلا گیا اور تھوڑے ہی دنوں میں کچھ تو خود کھا لیا کچھ دے دلا کر ختم کر دیا۔ سچ :

"آزاد لوگوں کے ہاتھ میں دولت نہیں ٹھہرتی ہے جس
طرح چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا ہے یا کسی بے چین
دل والے کو صبر نہیں آتا ہے۔"

بادشاہ کو وہ یاد بھی نہ رہا تھا، لوگوں نے اس کا حال بیان کیا تو بادشاہ کو بہت غصہ آیا، سُن کر منہ پھیر لیا اور کہا کہ اس فضول خرچی کرنے والے اور بے ادب فقیر کو یہاں سے بھگا دو، کیونکہ اس نے اتنا روپیہ صرف چند دن میں اُڑا ڈالا، میرا خزانہ غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہے۔ اس جیسے شیطان کے بھائیوں کے لئے نہیں ہے، کسی نے سچ کہا ہے کہ :-

"جو بے وقوف دن کی روشنی میں کافور کی شمع جلاتا
ہے، اس کو جلدی ہی معلوم ہو گا کہ اس کے چراغ
کا تیل ختم ہو گیا، یعنی فضول خرچی کرنے سے جلد مال

ختم ہو جاتا ہے تب آدمی کو اپنی بے وقوفی پر شرمندگی
ہوتی ہے۔"

بادشاہ کے ایک وزیر نے سفارش کرتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! ایسے لوگوں کو گزارے کے لئے تھوڑی تھوڑی تنخواہ دی جائے تاکہ خرچ کرنے میں فضول خرچی نہ کر سکیں اور آپ نے اس کو ڈانٹنے پھٹکارنے کا جو حکم دیا ہے وہ آپ جیسے بلند ہمت بادشاہ کے لئے مناسب نہیں ہے، پہلے آپ نے اس پر بہت مہربانی فرمائی اب پھر وہ اُمید لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ نا اُمید کر کے اس کا دل توڑ رہے ہیں۔

"نصیحت"

پہلے ہی کسی لالچی کو اپنے پاس آنے کا موقع نہ دینا چاہئے تاکہ وہ بار بار آکر پریشان نہ کرے۔ اور جب ایک دفعہ اپنی خوشی سے اس کو آنے دیا تو سختی سے اس کے لئے اپنا دروازہ بند نہ کرنا چاہئے۔

حجاز عرب کے ملک میں پانی بہت کم ہوتا ہے۔ مگر یہ کسی نے نہیں دیکھا کہ وہاں کے پیاسے کبھی سمندر کا کھاری پانی پینے کے لئے جمع ہوتے ہوں، بلکہ سب میٹھا پانی ڈھونڈتے ہیں۔

اس لئے جہاں کہیں میٹھے پانی کا کوئی چشمہ ہوتا ہے وہاں انسان چڑیاں اور چیونٹیاں سب ہی جمع ہوتی ہیں، اسی طرح جو بادشاہ یا امیر سخی ہوتا ہے حاجت مند لوگ اسی کے پاس آتے ہیں۔ کنجوسوں کے پاس نہیں جاتے۔

بھوکا سپاہی جنگ کیسے لڑے

پرانے زمانے کے بادشاہوں میں ایک ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اپنی سلطنت کی حفاظت میں لاپرواہی کرتا تھا اور فوج کو بڑی تکلیف پہونچاتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زبردست دشمن نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا، اور بادشاہ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔

"نصیحت"

جب سپاہی کو تنخواہ دینے میں کوتاہی کی جائے گی تو اس کو تلوار اُٹھانے میں تکلیف ہوگی اور سستی کرے گا، وہ سپاہی جنگ کے میدان میں کیا بہادری دکھا سکتا ہے جس کا ہاتھ خالی ہو اور حالت ابتر ہو۔

جو سپاہی لڑائی سے بھاگ گئے تھے ان میں سے ایک میرا دوست تھا۔ میں نے اس سے کہا تم بہت کمینے اور ناشکرے ہو پست ہمت اور نمک حرام ہو کہ ذرا سی تکلیف میں اپنے پرانے مالک کا ساتھ چھوڑ دیا اور برسوں کے احسانات کا خیال نہیں کیا۔

اس نے جواب دیا۔ آپ میرا حال سنیں تو مجھے مجبور سمجھیں گے آپ جانتے ہیں؟ میرے گھوڑے نے دانا نہیں کھایا تھا، اور گھوڑے کی کاٹھی گرو تھی جو بادشاہ سپاہیوں کو روپیہ دینے میں کنجوسی کرتا ہے، اس کے لیے سپاہی اپنا سر کٹائے یہ بہادری نہیں کہلاتی۔

"نصیحت"

سپاہی کو اُس کی محنت کا بدلہ دو اُس کی تنخواہ ادا کرو تاکہ وہ تمہارے لیے اپنی جان قربان کر دے۔

اور اگر تم اس کو روپیہ ہی نہ دو گے تو وہ جہاں چاہے گا جائیگا اور جو چاہے گا وہ کرے گا۔ یعنی:۔

جو اپنی محنت کا بدلہ نہیں پائے گا وہ دل سے کوئی کام نہ کرے گا۔

سیاہ گوش[۱] کا جواب

کسی نے ایک سیاہ گوش سے پوچھا کہ تم نے شیر کے قریب رہنا کیوں پسند کیا؟

اس نے جواب دیا۔ اس لئے کہ اس کے شکار کا بچا ہوا کھاؤں اور اپنے دشمنوں سے محفوظ رہوں اور شیر کے دبدبے میں حفاظت سے زندگی بسر کروں۔

سیاہ گوش سے پوچھا گیا کہ اب تو تم شیر کے سایۂ حمایت میں رہتے ہو اور اس کی مہربانی کا شکر کرتے ہو۔ پھر اس کے بالکل پاس کیوں نہیں جاتے کہ وہ تم کو اپنا خاص ساتھی بنا لے۔

اس نے جواب دیا:۔

میں شیر کے حملے سے ڈرتا ہوں، جیسے اور جانور اس کے

۱؎ سیاہ گوش ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے جو خرگوش کے برابر ہوتا ہے اور جنگل میں اس جگہ رہتا ہے جہاں شیر رہتے ہیں۔ شیر جب کسی جانور کا شکار کر کے اس کو کھا لیتا ہے اور چلا جاتا ہے تو سیاہ گوش اس کا بچا کھچا کھا لیتا ہے اس طرح اس کو آسانی سے غذا بھی مل جاتی ہے اور دوسرے جانوروں کے حملے سے بچا رہتا ہے کیونکہ شیر کے رہنے کی جگہ کوئی نہیں آتا

حملے سے محفوظ نہیں ہیں اسی طرح میں بھی محفوظ نہیں ہوں۔"

"نصیحت"

آگ پوجنے والا اگر سو سال تک آگ جلائے رکھے تو آگ اس کی رعایت نہ کرے گی، کیونکہ اس کا کام جلانا ہے۔ اگر ایک دم کے لئے اس کا پجاری اس میں گر پڑے تو وہ بھی جل جائے گا یہ بھی اتفاق ہوا کرتا ہے کہ کبھی بادشاہ کا مصاحب انعام پاتا ہے اور کبھی ذرا سا چوک جاتا ہے کہ تو اپنے سر سے بھی ہاتھ دھو ڈالتا ہے۔

عقلمندوں کا کہنا ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کی طبیعت بدلتی رہتی ہے اس لئے ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ ایک وقت تو وہ سلام کرنے اور آداب بجالانے پر رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور کسی وقت گالی کھا کر خلعت (خاص لباس) انعام دیتے ہیں، بادشاہ کے مصاحب جو بہت ہنسنے ہنسانے والے ہوتے ہیں ہنرمند ہوتے ہیں اور اگر عقلمند لوگ یہی کام کریں تو بُرا معلوم ہوگا۔ تم کو اپنی عزت اور آبرو کو قائم رکھنا چاہئے اور ہنسی مذاق کی باتیں مصاحبوں کے لئے چھوڑ دو۔

یا کاری اچھی کہ بیکاری

کسی بادشاہ نے اپنے ایک وزیر کو ملازمت سے الگ کر دیا وہ وزیر فقیروں کے گروہ میں شامل ہو گیا اور ان کی صحبت کی برکت سے خدا کی عبادت میں لگ گیا۔ اب اس کو ہر طرح اطمینان اور سکون حاصل تھا۔ کچھ دنوں بعد بادشاہ نے اس وزیر کی خطا معاف کر دی اور پھر اس کو وزیر بنانے کا ارادہ کیا۔ مگر وزیر نے انکار کر دیا اور کہا کہ ایسا کام کرنے سے بیکاری اچھی ہے۔

"نصیحت"

جو لوگ الگ تھلگ ہو کر اطمینان سے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے نہ ان پر کتے بھونکتے ہیں نہ لوگ ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں جنھوں نے کاغذ پھاڑ ڈالے اور قلم توڑ ڈالے انھوں نے عیب نکالنے والوں کا منہ بند کر دیا۔

بادشاہ نے کہا۔ مجھے سلطنت کے انتظام کے لئے ایک عقلمند اور تجربہ کار کی ضرورت ہے۔

وزیر نے جواب دیا۔ زیادہ عقلمندی کی بات تو یہ ہے کہ ایسے

کام ہی اپنے ذمّہ نہ لے۔

اونٹ اور لومڑی

میرا ایک دوست اپنی پریشانی کی شکایت لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا آمدنی کم ہے اور بال بچے بہت ہیں، فاقہ کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے، کئی دفعہ یہ سوچا کہ کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں تاکہ وہاں جس طرح بھی گذر ہوگا کسی کو بُرے بھلے کی خبر تو نہ ہوگی۔

بہت سے لوگ بھوکے سو جاتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کون ہیں۔ بہتوں کی جان پر بن آئی مگر کوئی ان کے حال پر رونے والا نہ ہوا۔

پھر یہ بھی سوچتا ہوں کہ میرے دشمن میری ہنسی اُڑائیں گے اور مجھے طعنے دیں گے اور میرے چلے جانے پر کہیں گے کہ بال بچوں کو بے سروسامانی میں چھوڑ گیا، کوئی یہ نہ کہے گا کہ محنت و کوشش کرنے بال بچوں کے لئے باہر نکلا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ میں علم حساب اچھا جانتا ہوں، اگر

آپ کے ذریعہ سے کوئی ملازمت کی صورت نکل آئے تو اطمینان ہو جائے اور میں عمر بھر آپ کا شکر گزار رہوں۔

میں نے جواب دیا۔ اے میرے دوست! بادشاہ کے پاس روزی ملنے کی اُمید بھی ہے اور جان جانے کا خوف بھی۔

عقلمندوں کی رائے ہے کہ کسی بات کی اُمید پر جان سے ہاتھ دھونا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ یا تو تم پریشان حالی پر راضی ہو جاؤ یا پھر جان کو خطرے میں ڈالو۔

غریبی کی حالت میں تو کوئی تمہارے پاس زمین اور باغ کا لگان لینے نہیں آئے گا۔ فقیر کے گھر کوئی کچھ لینے نہیں آتا۔

اس نے جواب دیا کہ آپ نے جو باتیں کی ہیں وہ میرے حال کے موافق نہیں ہیں نہ میرے سوال کا مناسب جواب ہے۔

آپ جانتے ہیں جو ایمانداری سے حساب کتاب رکھتا ہے اس کا ہاتھ حساب فہمی کے وقت کانپتا نہیں ہے۔ جب حساب صاف رہتا ہے تو پھر ڈر کس کا۔

سچائی سے خدا خوش ہوتا ہے، جو سیدھے راستہ پر چلتا ہے وہ کبھی نہیں بھٹکتا ہے۔

عقلمندوں نے کہا ہے کہ چار آدمی چار آدمیوں کے جانی

دشمن ہوتے ہیں۔

ٹیکس دینے والا بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے، چور کو چوکیدار سے دشمنی ہوتی ہے، بدکار کو چغل خور سے، بُری عورت کو کوتوال سے۔

جس کا حساب صاف ہوتا ہے اس کو حساب دینے میں کوئی ڈر نہیں ہوتا۔

"نصیحت"

اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو ملازمت سے علیحدہ کرنے میں دشمن عاجز آجائے تو کسی کام میں آرام اور عیش نہ اختیار کرو۔

تم اپنا حساب کتاب صاف رکھو، کسی سے ہرگز نہ ڈرو، ڈر تو اس کو ہوتا ہے جس کا حساب گندہ ہو۔ تم دیکھتے ہو دھوبی اسی کپڑے کو زور زور سے پٹکتا ہے جو گندہ اور ناپاک ہوتا ہے۔

میں نے اپنے دوست کی یہ باتیں سُنیں تو اس سے کہا کہ اے دوست تمہارا حال تو اس لومڑی جیسا ہے جو بہت زور سے گرتی پڑتی بھاگ رہی تھی، کسی نے پوچھا بی لومڑی! اتنا بدحواس ہو کر کیوں بھاگ رہی ہو۔

لومڑی نے کہا! میں نے سُنا ہے کہ اونٹوں کو بے گار میں پکڑا جارہا ہے اس لئے میں بھاگ رہی ہوں۔

ایک نے کہا، اے بیوقوف تمہارا اونٹ کا کیا جوڑ، کہاں تم کہاں اونٹ، کیا بکواس کر رہی ہے۔

لومڑی نے کہا، چپ رہو، اگر حاسدوں نے دشمنی میں کہہ دیا کہ یہ لومڑی بھی اونٹ کا بچّہ ہے تو مجھے بھی پکڑ لیا جائے گا پھر کون چھڑائے گا، جب تک چھان بین کی جائے گی تب تک میں تڑپ تڑپ کر قید میں مرجاؤں گی۔

"جب تک عراق سے زہر مہرہ لایا جائے گا تب تک سانپ کا کاٹا مرجائے گا" یہ ہے لومڑی کی کہانی۔

اے میرے دوست یہ مانا کہ تم بڑے ایماندار ہو، عالم فاضل ہو۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ عیب نکالنے والے گھات میں بیٹھے ہیں، دشمن تاک لگائے ہیں۔ اگر تم کو بادشاہ کی ملازمت مل گئی تو دشمن چغل خوری کر کے تمہارے خلاف کر دیں گے اور جان کے لالے پڑجائیں گے، پھر کون دربار میں صفائی دیتا پھرے گا۔

بہتر یہ ہے کہ سرکاری ملازمت کا خیال چھوڑ دو تم نے یہ بات تو سُنی ہوگی کہ:۔

"دریا میں غوطہ لگانے والے کے لئے نفع تو بہت ہے لیکن اگر سلامتی چاہو تو صرف کنارے ہی پر ہے۔ کیونکہ

غوطہ لگانے میں موتی بھی ملتے ہیں اور ڈوب جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

میرا دوست یہ باتیں سُن کر رنجیدہ ہو گیا اور اس نے منہ پھیر لیا اور اپنی خفگی کی باتیں کرنے لگا، کہنے لگا یہ کون سی عقلمندی کی بات ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔

عقلمندوں نے کہا ہے کہ دوست وہ ہیں جو قید خانہ میں کام آئیں ورنہ دسترخوان پر تو دشمن بھی دوست معلوم ہوتا ہے۔

"نصیحت"

اس کو دوست ہرگز نہ سمجھو جو آرام میں ساتھی ہو اور محبت اور دوستی کی ڈینگیں مارے۔

میں تو دوست اس کو سمجھتا ہوں جو پریشان حالی اور عاجزی کے زمانے میں اپنے دوست کی مدد کرے۔

میں نے اس دوست کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو بحری کے افسر سے جا کر اس کی سفارش کی اس نے ایک معمولی جگہ پر اس کا تقرر کر دیا۔

تھوڑے ہی دنوں میں اس نے اپنی ایمانداری اور محنت سے بہت ترقی کر لی، سب اس سے خوش تھے۔ رفتہ رفتہ وہ ترقی کر کے

بادشاہ کا قابلِ بھروسہ مصاحب بن گیا، میں نے اس کو خوشحال دیکھا تو بہت خوشی ہوئی اور میں نے کہا۔

کام بند ہونے سے فکر مند اور پریشان نہ ہونا چاہئے سب جانتے ہیں کہ آبِ حیات اندھیرے میں ہے، بلاؤں میں پھنسنے والے کو رنجیدہ نہ ہونا چاہئے" اللہ تعالیٰ کے بہت سے کرم ہیں جو بغیر ظاہر ہوئے ہو جاتے ہیں، زمانہ کی گردش سے پریشان نہ ہونا چاہئے بلکہ مصیبتوں پر صبر کرنا چاہئے، کیونکہ صبر سراسر کڑوا ہوتا ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

کچھ دنوں بعد میں دوستوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر چلا گیا، جب عرصہ بعد واپس آیا تو اپنے اس دوست کو پریشان حال دیکھا وہ شہر سے باہر میرے استقبال کے لئے آیا تھا۔ فقیروں کے لباس میں تھا۔

میں نے پوچھا یہ کیا حالت بنائی ہے۔

اس نے جواب دیا، جیسا کہ آپ نے کہا تھا وہی ہوا۔ مجھ سے کچھ لوگوں نے حسد کیا، بادشاہ کو میرے خلاف بھڑکایا۔ مجھ پر الزام لگائے، بادشاہ نے کسی بات کی تحقیق نہیں کی اور مجھے طرح طرح سے ستایا گیا، ملازمت بھی جاتی رہی، قید خانہ

میں پڑا رہا۔ اس ہفتہ میں حاجیوں کے قافلہ کے آنے کی خوشی میں جو قیدی چھوڑے گئے ان میں میں بھی ہوں اور آپ کے آنے کی خبر سُن کر ملنے کے لئے نکلا تھا۔

میں نے کہا، اس وقت تم نے میری بات نہیں مانی اور میرے سمجھانے کو بُرا خیال کیا، میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ بادشاہ کی نوکری دریا کے سفر کی طرح خطرناک بھی ہے اور نفع بخش بھی، یا تو خزانہ ملے گا یا کسی گورکھ دھندے میں پڑ کر جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اس سے زیادہ میں نے اس کو بُرا بھلا کہنا مناسب نہیں خیال کیا، صرف یہ نصیحت کی۔

جب تم کسی کی اچھی نصیحت نہیں سُنو گے تو اس کا انجام بھی جانتے ہو؟ یقیناً ہمارے پیر میں بیڑیاں ہوں گی۔

اگر تم میں ڈنک کی تکلیف برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بچھّو کے سوراخ میں اُنگلی نہ ڈالو۔

یعنی جو آرام کی خواہش رکھتا ہے اسے تکلیف برداشت کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

سخی شاہزادہ

ایک شہزادے کو اپنے باپ کی بہت دولت ملی، اس نے خوب سخاوت کی اور بہت سا مال رعایا اور فوج کے آرام اور بھلائی کے لئے صرف کر ڈالا۔

"نصیحت"

اگر بتی اگر ڈبیہ میں رکھی ہے تو اس کی خوشبو نہیں پھیلتی ہے۔ مگر جب وہ آگ میں جلائی جاتی ہے تب عمدہ خوشبو دیتی ہے۔

اگر تم بڑا بننا چاہتے ہو تو سخاوت کرو اس لئے کہ جب تک تم دانہ کھیت میں نہ بکھیرو گے اناج نہیں اُگے گا۔

شہزادہ کے پاس بیٹھنے والوں میں ایک ناتجربہ کار شخص نے اس سے کہا، پہلے بادشاہوں نے اس دولت کو بڑی محنت سے جمع کیا تھا، اور کسی ضرورت کے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا۔ تم اس کو صرف کرنے سے باز آؤ۔ کیا معلوم کیسا موقع پڑ جائے دشمن بھی گھات میں لگے ہوئے ہیں، یہ نہ ہونا چاہئے کہ ضرورت کے وقت آپ عاجز ہوں۔

"نصیحت"

اگر تم عام لوگوں کو اپنا خزانہ بانٹ دو گے تو ہر ایک گھر والے کو ایک ایک چاول کے برابر حصہ ملے گا اور خزانہ ختم ہو جائے گا۔

اور اگر تم ہر ایک سے ایک ایک جَو چاندی لے کر جمع کرو گے تو روز تمھارے پاس ایک خزانہ جمع ہو جائے گا۔

شہزادے کو یہ بات پسند نہیں آئی اور اس نے سُن کر منھ پھیر لیا اور نصیحت کرنے والے کو اس نے جھڑک دیا اور کہا۔ خدا نے مجھ کو اس سلطنت کا مالک بنایا ہے تاکہ خود کھاؤں اور دوسروں کو بخش دوں، میں چوکیدار نہیں ہوں کہ مال و دولت کی رکھوالی کروں۔

"نصیحت"

جانتے ہو قارون کتنا مالدار تھا؟ اس کے پاس خزانوں سے بھرے ہوئے چالیس مکان تھے، لیکن وہ مرگیا اب کوئی اس کا نام بھی نہیں لیتا، کیونکہ وہ ہر وقت مال بڑھانے کی فکر میں رہتا تھا اور دوسروں کو نہیں دیتا تھا۔

اور دیکھو ایران کا مشہور بادشاہ نوشیرواں بہت سخی اور

عادل تھا۔ وہ مرگیا مگر اس کا نام زندہ ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، اور جب کہیں انصاف کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔

نوشیرواں کا انصاف

ایک بار ایران کا بادشاہ نوشیرواں شکارگاہ میں ٹھہرا تھا، نوشیرواں اپنے انصاف کے لئے آج تک دنیا میں مشہور ہے اس کے ملازم کباب پکا رہے تھے۔ اتفاق سے نمک موجود نہ تھا، ایک نوکر کو قریب کے گاؤں کی طرف دوڑایا کہ نمک لے آئے۔

نوشیرواں نے سُنا تو کہا۔ "نمک قیمت دے کر لینا تاکہ مفت لینے کی رسم نہ پڑ جائے اور گاؤں ویران نہ ہو۔"

مصاحبوں نے کہا "حضور تھوڑا سا نمک مفت لینے سے کیا خرابی پڑ جائے گی۔"

نوشیرواں نے جواب دیا "ظلم کی جڑ دنیا میں پہلے تھوڑی تھی اور جو نیا آیا اس کو بڑھاتا گیا یہاں تک کہ اب نوبت

اس حد تک پہونچی۔

"نصیحت"

اگر رعایا کے باغ سے بادشاہ مفت میں ایک سیب کھالے تو اس کے غلام درخت جڑ سے اُکھاڑ ڈالیں گے۔

اگر بادشاہ انڈا ظلم سے حاصل کرے گا تو بادشاہ کا لشکر ہزاروں مرغوں کے کباب پکا کر مفت میں کھا جائیں گے۔

ظالم حاکم کا انجام

ایک حاکم رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا اور لوگوں کا مال زبردستی چھین کر بادشاہ کے خزانے میں جمع کرتا تھا، اس کو یہ خبر نہ تھی کہ جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے، خدا ایک دن انھیں لوگوں کے ہاتھوں اس کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

آگ کالے دانہ کو اتنی تیزی سے نہیں جلاتی جتنی جلدی مظلوم کی آہ ظالم کو جلا ڈالتی ہے۔

آپ دیکھتے ہیں شیر سب جانوروں کا بادشاہ کہلاتا ہے اور گدھے کو ذلیل جانور سمجھا جاتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ بوجھ

اُٹھانے والا گدھا انسانوں کو پھاڑنے والے شیر سے بہت بہتر ہے۔ بیچارے گدھے کو یوں تو بے تمیز کہا جاتا ہے لیکن وہ انسانوں کے بوجھ اُٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے اس لئے وہ انسانوں کو زیادہ پیارا ہے۔

بوجھ اُٹھانے والے بیل اور گدھے اُن آدمیوں سے بھی اچھے ہوتے ہیں جو دوسروں کو ستائیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ایک بار بادشاہ کو اس حاکم کی چند بُرائیاں معلوم ہوگئیں اور اس کو گرفتار کر کے طرح طرح کی سزائیں دیں اور تکلیفیں دے دے کر مار ڈالا۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ "جب تک مخلوق کی دلجوئی نہ کرو گے بادشاہ کی خوشنودی حاصل نہ ہوگی۔

اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم پر مہربان ہو تم بھی خدا کے بندوں پر مہربانی کرو۔

ایک شخص اس طرف سے گذرا جہاں اس حاکم کو سزا دی جارہی تھی تو اس نے برجستہ کہا۔

جس شخص کو کوئی عہدہ ملے اور اختیارات حاصل ہوں اس کو زیب نہیں دیتا کہ شیخی مار کر لوگوں کا مال مفت میں کھا

جائے، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ اگر کوئی سخت ہڈی حلق سے اُتر جائے تو آسانی سے اُتر جائے گی لیکن جب ناف میں جا کر پھنس جائے گی تو پیٹ بھی پھاڑ ڈالے گی۔

بُرائی کا بدلہ بُرائی

کہتے ہیں ایک شخص بہت ظالم تھا اس نے ایک بار ایک نیک آدمی کے سر پر ڈھیلا مارا۔ اس بیچارے میں بدلہ لینے کی ہمت نہیں خاموش ہو رہا اور وہ ڈھیلا اُٹھا کر حفاظت سے رکھ لیا۔

کچھ زمانہ گذرنے کے بعد بادشاہ اس ظالم آدمی سے کسی بات پر ناخوش ہو گیا اور اس کو ایک کنویں میں قید کر دیا، نیک آدمی نے یہ خبر سُنی کہ وہ اسی ڈھیلے کو لے کر آیا اور اس ظالم کے سر پر مارا، اس نے اندر سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیوں مجھے مارتا ہے۔

نیک مرد نے جواب دیا یہ وہی پتھر ہے جو تو نے فلاں دن اور فلاں وقت میرے سر پر مارا تھا

ظالم شخص نے پوچھا؟ تم اتنے دن کہاں رہے جو اب بدلہ لینے آئے ہو۔

نیک مرد نے جواب دیا" پہلے میں تم سے ڈرتا تھا، اب تم کو کنویں میں قید دیکھا تو بدلہ لینے کا موقع غنیمت معلوم ہوا، اس لئے اب بدلہ لے لیا۔

"نصیحت"

جہاں نالائق لوگ مرتبہ پر ہوں اور زبردست ہوں وہاں لائق اور عقلمند اپنی حالت پر مطمئن اور خاموش رہتے ہیں۔

اگر تمہارے ناخن تیز اور پھاڑنے والے نہیں ہیں تو پھر تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ بُرے لوگوں سے جھگڑا کم کرو۔

جو شخص لوہے کے پنجے سے اپنا پنجہ لڑاتا ہے وہ اپنی نازک کلائی کو جان بوجھ کر زخمی کرتا ہے۔

اگر کوئی تم پر ظلم کرتا ہے اور وہ تم سے طاقتور ہے تو تم صبر کرو اور انتظار کرو کہ کب زمانہ کی گردش اس کے ہاتھ باندھ دیتی ہے اور کب وہ مجبور و بے طاقت ہوتا ہے۔ جب ایسا ہو تو پھر تم دوستوں کی مدد سے اس کا بھیجا نکال لو

غلام کی عقلمندی

ایران کا ایک بادشاہ عمرو لیث گذرا ہے اس کا ایک نوکر بھاگ گیا اس کی تلاش کے لئے بہت سے آدمی مقرر کئے گئے اور اس کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔

بادشاہ کا ایک وزیر اس غلام سے جلتا تھا اس نے بادشاہ سے کہا کہ اس غلام کو قتل کرا دیا جائے تاکہ دوسرے نوکر پھر کبھی ایسی حرکت نہ کریں۔

غلام نے ادب سے سر جھکا کر کہا، جہاں پناہ! مجھ پر آپ کے حکم سے جیسی گذرے گی گذر جانے دیجئے۔ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔ غلام کیا کہہ سکتا ہے آپ کو سب اختیار ہے۔ لیکن ایک بات عرض کردوں گا کہ میں نے آپ کا نمک کھایا ہے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ قیامت کے دن خدا آپ سے میرے قتل کا بدلہ لے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں آپ اجازت دیں تاکہ آپ کے وزیر کو میں قتل کردوں۔ پھر اس کے بدلے میں آپ مجھے قتل کرا دیں، اس طرح جو سزا آپ مجھے دیں گے وہ درست

ہو گی۔

وزیر یہ بات سن کر بہت پریشان ہوا۔

بادشاہ نے وزیر سے پوچھا، اس غلام نے جو کچھ کہا ہے اس میں تمھاری کیا رائے ہے۔

وزیر نے جواب دیا کہ جہاں پناہ اس غلام کو جلد آزاد کر دیجئے تاکہ وہ مجھے کسی مصیبت میں نہ پھنسا دے کسی عقلمند نے سچ کہا ہے۔

جب تم کسی ڈھیلا مارنے والے سے لڑو گے تو یہ سمجھ لو تمھارا سر ضرور پھوٹے گا۔

جب تم دشمن پر حملہ کرو گے تو یہ سمجھ لو وہ بھی تم کو نشانہ بنائے گا۔

پہلوان کا آخری داؤں

ایک پہلوان کشتی لڑنے میں بہت ہوشیار تھا اور تین سو ساٹھ داؤں جانتا تھا۔ ہر روز ایک داؤں سے کشتی لڑتا تھا۔ وہ اپنے ایک ذہین شاگرد پر بہت مہربان تھا۔ اس کو تین سو انسٹھ داؤں سکھا دئے صرف ایک داؤں نہیں سکھایا اور اس کے سکھانے میں ٹال مٹول کرتا رہا، اس کا شاگرد کشتی میں بہت ماہر

ہو گیا اور ہر طرف اس کی شہرت پھیل گئی، کوئی اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں آتا تھا۔

اس ملک کے بادشاہ کے سامنے پہلوان کے شاگرد نے یہاں تک کہہ دیا کہ استاد مجھ سے بڑے ہیں اس لئے قابلِ عزت ہیں ورنہ قوت اور داؤں میں مجھ سے زیادہ نہیں ہیں۔

بادشاہ کو اس کی بات بری معلوم ہوئی اور اس نے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار کرایا جائے اور استاد و شاگرد کی کشتی ہو جائے۔

ایک بہت بڑے میدان میں اکھاڑا تیار کیا گیا، کشتی کے دن بادشاہ اور اس کے تمام وزیر، بڑے بڑے حکام اور امیر لوگ سب جمع ہوئے۔ بہت سے بڑے بڑے پہلوان بھی کشتی دیکھنے آئے۔

پہلوان اور اس کا شاگرد دونوں اکھاڑے میں اُترے شاگرد اپنی طاقت اور گھمنڈ میں مست ہو رہا تھا اور ہاتھی کی طرح جھوم رہا تھا۔ استاد سمجھ گیا کہ شاگرد کی طاقت اس سے زیادہ ہے، جب کشتی شروع ہوئی تو پہلوان نے وہ داؤں لگایا جو اپنے شاگرد کو نہیں سکھایا تھا اور شاگرد اس کے توڑ سے ناواقف تھا، اس نے شاگرد کو سر سے اونچا اٹھا کر زمین پر پٹخ

دیا، ہر طرف شور مچ گیا، بادشاہ بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام پہلوان کو دیا۔ اور شاگرد کو بہت ڈانٹا اور کہا تو نے اپنے استاد کا مقابلہ کیا جو تیرے محسن ہیں۔ پھر بھی تو کامیاب نہ ہو سکا۔

شاگرد نے کہا، جہاں پناہ! طاقت میں استاد میرا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر انھوں نے ایک داؤں مجھ کو نہیں سکھایا تھا اسی داؤں سے مجھے ہرا دیا۔

استاد بول اُٹھا، میں نے اسی دن کے لئے وہ داؤں روک رکھا تھا اور تجھ کو نہیں سکھایا تھا، کیونکہ عقلمندوں نے کہا ہے کہ

دشمن کو اتنا طاقتور نہ بناؤ کہ اگر دشمنی پر آمادہ ہو تو تم کو نقصان پہونچا سکے۔

ایک شخص نے اپنے شاگرد کی بے وفائی دیکھ کر کہا تھا، یا تو دنیا میں وفا کبھی تھی ہی نہیں، یا اس زمانہ میں کسی نے وفا نہیں کی کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس نے مجھ سے تیر اندازی سیکھ کر مجھ ہی کو نشانہ نہ بنایا ہو۔

بے گناہ قیدی کا جواب

کسی بادشاہ نے ایک بے گناہ آدمی کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

بے گناہ نے کہا، جہاں پناہ! آپ مجھ سے ناراض ہوں تو اس کی وجہ سے مجھے سزا نہ دیجئے، کیوں کہ میری سزا دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اس کا گناہ آپ پر ہمیشہ باقی رہے گا اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ ہمیشہ کے لئے گنہگار رہیں۔ آپ جانتے ہیں۔

زندگی کا زمانہ جنگل کی ہوا کی طرح گذر گیا، رنج اور خوشی اچھائی اور برائی سب گذر گئی ظالم یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، حالانکہ مجھ پر جو گذرنا تھا گذر گیا اور اس کی گردن پر اس ظلم کا گناہ باقی رہ گیا۔

بادشاہ کو اس کی بات پسند آئی اور اس کو قتل کرنے سے باز آگیا۔

گالی کا بدلہ معافی

عرب کے خلیفہ ہارون الرشید کا لڑکا روتا ہوا اس کے پاس آیا اور شکایت کی کہ ایک سپاہی کے لڑکے نے مجھ کو گالی دی ہے، خلیفہ ہارون نے وزیروں سے پوچھا کہ اس سپاہی زادے کو کیا سزا دی جائے، کسی نے کہا قتل کر دیا جائے کوئی بولا شہر بدر کر دیا جائے، ایک نے کہا اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ جب سب اپنی اپنی رائے دے چکے تو ہارون نے کہا۔

اے بیٹے اگر تو اس لڑکے کو معاف کر دے تو سب سے اچھا ہے، اور اگر معاف نہیں کرنا چاہتے ہو تو تم بھی اس کو گالی دے لو مگر وہی گالی جو اس نے تم کو دی تھی، اگر اس سے زیادہ دی تو پھر تم خطاوار ہوگے۔

حقیقت میں بہادر وہ ہے کہ غصہ میں اپنے پر قابو رکھے اور بیہودہ نہ بکے، عقلمندوں کے نزدیک وہ مرد نہیں کہلاتا جو خواہ مخواہ مست ہاتھی سے لڑتا پھرے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک بار کچھ بزرگوں کے ساتھ میں کشتی میں بیٹھا دریا کی سیر کر رہا تھا، ہمارے پیچھے ایک چھوٹی سی کشتی آ رہی تھی اور اچانک وہ ڈوب گئی، اس میں دو بھائی بیٹھے تھے وہ بھنور میں پھنس گئے۔ ہمارے ایک ساتھی بزرگ نے ملاح سے کہا کہ ان دونوں کی جان بچاؤ تو ہر ایک کے بدلے پچاس روپیہ انعام دوں گا، ملاح پانی میں کود گیا اور ایک کو بچالیا دوسرا ڈوب کر مر گیا۔

میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اس کی عمر پوری ہو چکی تھی۔

ملاح مسکرایا اور بولا! جو آپ فرماتے ہیں درست ہے لیکن ایک سبب اور بھی ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا سبب ہے؟

ملاح نے کہا اس کو میں بچانا چاہتا تھا، کیونکہ ایک بار میں جنگل میں تھک گیا تھا اس نے مجھ کو اونٹ پر بٹھالیا تھا اور دوسرا جو ڈوب گیا ہے اس کے ہاتھ سے میں نے کوڑا کھایا تھا، اس لئے میں اس کو بچانا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"نصیحت"

جب تک ہو سکے کسی کا دل نہ دکھا۔ کیونکہ اس راستہ میں کانٹے بہت ہیں، ضرورت مند غریب کا کام نکال دو، کیوں کہ تیرے بھی کام ان سے وقت پر نکلیں گے۔

ملازمت اور مزدوری

کسی زمانہ میں دو بھائی تھے، ایک بادشاہ کے یہاں نوکری کرتا تھا دوسرا آزادی سے محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرتا تھا، پہلا مالدار تھا دوسرا غریب۔

مالدار بھائی نے غریب بھائی سے کہا۔ تم بھی بادشاہ کی ملازمت کیوں نہیں کر لیتے ہو؟ کہ اتنی محنت مشقت سے بچو۔

غریب بھائی نے جواب دیا! تم مزدوری کیوں نہیں کرتے جو اس غلامی کی ذلت سے بچ جاؤ۔

تم نے عقلمندوں کی بات نہیں سنی کہ گرم اور جلتا ہوا چونا ہاتھ پر رکھ لینا اچھا ہے، لیکن کسی امیر کا غلام بن کر سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہنا اچھا نہیں۔

میری قیمتی عمر اس فکر میں گذر گئی کہ گرمی میں کیا کھاؤں گا اور جاڑوں میں کیا اوڑھوں گا۔

اے میرے بے شرم پیٹ ایک ہی روٹی پر صبر کر لے تاکہ دوسروں کی غلامی میں جھکنا نہ پڑے۔

سب کو مرنا ہے

ایک شخص نے نوشیرواں بادشاہ کو خوش خبری سُنائی کہ آپ کے ایک دشمن کو خدا نے دنیا سے اُٹھا لیا ہے۔

نوشیرواں نے فوراً جواب دیا کہ تم نے سُنا مجھ کو خدا نے چھوڑ دیا ہے اگر کوئی دشمن مر گیا ہے تو یہ خوشی کی بات نہیں ہے اس لئے کہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ باقی نہ رہے گی۔

سکندر بادشاہ کی فتح

کچھ لوگوں نے سکندر بادشاہ سے پوچھا کہ مشرق اور مغرب کے بہت سے ملک تو نے کس طرح فتح کئے۔ تم سے پہلے کے

بادشاہوں کے پاس دولت، فوج اور ساز و ساماں تم سے زیادہ تھے مگر ان کو ایسی فتح نصیب نہیں ہوئی۔

سکندر نے جواب دیا، مجھے اللہ کی مہربانی سے فتح نصیب ہوئی اور اس طرح کہ جس ملک کو میں نے فتح کیا وہاں کی رعایا کو نہیں ستایا اور پہلے لوگوں کے اچھے طریقوں کو باقی رکھا، اور گذرے ہوئے بادشاہوں کی اچھائی بیان کی تھی، کسی کی بُرائی نہیں کی۔ اسی لئے مجھ کو سب سے زیادہ فتح حاصل ہوئی۔

گذرے ہوئے بزرگوں کی بُرائی کرے اس کو عقلمند لوگ بزرگ نہیں کہتے۔

تاج اور تخت خوش نصیبی اور بدنصیبی لین دین سب ختم ہو جاتا ہے اور بھول جاتا ہے۔ تم مرنے والوں کے نیک ناموں کو نہ بھولو تاکہ تمھارا نیک نام بھی دنیا میں باقی رہے۔

شیخ عبدالقادرؒ کی دُعا

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ بغداد میں رہتے تھے جب وہ کعبہ کی زیارت کے لئے گئے۔ تو ایک روز کعبہ کے احاطہ میں کنکریوں پر سر رکھے ہوئے خدا سے یہ دُعا مانگ رہے تھے۔

"اے خدا مجھے بخش دے اور اگر میں خطاوار ہوں اور سزا کے لائق ہوں تو قیامت کے دن مجھے اندھا کر کے اُٹھا تاکہ میں نیک لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔"

"میں روز صبح کے وقت اپنا سر زمین پر رکھ کر خدا سے یہ کہتا ہوں اے خدا میں تجھ کو ہرگز نہیں بھولتا ہوں، کبھی تجھ کو اپنے بندے کی بھی یاد آتی ہے؟"

چور اور فقیر

ایک چور ایک فقیر کے گھر چوری کرنے گیا۔ ہر طرف ڈھونڈھا کچھ نہ پایا۔ بہت رنجیدہ ہوا۔ فقیر جاگ اُٹھا اور

اپنا کمبل جو اوڑھے ہوئے تھا اُتار کر چور کے راستہ میں رکھ دیا تاکہ خالی ہاتھ نہ جائے۔

میں نے سُنا ہے کہ خدا کے نیک بندے اپنے دشمنوں کا دل بھی نہیں دُکھاتے ہیں۔

تم تو روز دوستوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہو تم نیک لوگوں کا مرتبہ کیسے مل سکتا ہے۔

جو صاف دل ہیں وہ سامنے بھی وہی کہتے ہیں جو پیٹھ پیچھے کہتے اور کرتے ہیں وہی سچے دوست ہیں۔

جن کے دل صاف نہیں ہوتے وہ سامنے تعریف کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے بُرائیاں کرتے ہیں۔

سامنے تو مسکین بکری بن جاتے ہیں اور پیٹھ پیچھے بھیڑیے جیسی عادت اختیار کرتے ہیں۔

جو دوسروں کی بُرائیاں تم سے بیان کرتا ہے۔ وہی تمہاری بُرائیاں دوسروں سے کرتا ہے۔

کسی کی غیبت کرنا بُرا ہے

مجھے یاد ہے کہ بچپن میں اپنے ابا جان کے ساتھ میں بھی

اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ راتوں میں جاگتا تھا، اور بُری چیزوں سے پرہیز کرتا تھا۔ ایک رات میں ابّا جان کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ عبادت کر رہے تھے میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ گھر کے بہت سے لوگ بے خبر سو رہے تھے، ان کو دیکھ کر میں نے کہا۔

ابّا جان۔ "ان لوگوں کو دیکھئے بے خبر سو رہے ہیں۔ کوئی بھی اُٹھ کر نماز نہیں پڑھتا، ایسے سُو رہے ہیں کہ گویا مردہ ہیں"

ابّا جان نے جواب دیا:۔

بیٹا۔ "دوسروں کی بُرائی کرنے سے یہ کہیں اچھا تھا کہ تم بھی سُو رہتے"

جس کے سامنے کام پر غرور کرنے کا پردہ پڑا ہوتا ہے وہ سوائے اپنے کسی اور کو کچھ نہیں سمجھتا۔

اگر اللہ تعالےٰ تم کو خدا کو پہچاننے والی آنکھیں عطا فرمائے تو تم کو معلوم ہو جائے کہ تم سے زیادہ عاجز اور کمزور کوئی نہیں ہے۔